رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے | عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینجر ہو

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۷ | مورخہ ۱۱۔ نومبر ۱۹۱۹ء سنہ ع | سہ شنبہ | مطابق ۷ صفر ۱۳۳۸ سنہ | نمبر ۳۸

مدینۃ المسیح

بوجہ علالت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی جمعہ میں تشریف نہ لاسکے۔ ہفتہ کے روز نماز ظہر حضور نے پڑھائی۔ مگر طبیعت بہت کمزور تھی ۔

خطبہ جمعہ مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب نے پڑھا جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ہر ایک کام جیسے لوگ دنیاوی کام کہتے ہیں۔ اگر خدا کی مرضی کے حصول کے لئے کیا جائے تو دین ہو جاتا ہے اگر دین کا خیال نہو۔ تو تمام کام ابتر ہو جاتے ہیں۔

جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان دو ہفتہ کے لئے اپنے وطن مقصبہ گولیکی میں گئے ہیں +

جناب بابو فخر الدین صاحب لاہور چھاؤنی سے تشریف لائے

تار لنڈن

(نوشتۂ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیر)

سٹرائک ریلوے والوں کی سٹرائک اسوقت حکام و عوام کی توجہ کی جاذب ہے۔ ملک بھر میں ریلیں بندہیں۔ مطوعین کی امداد سے سرکار نے کچھ گاڑیاں چلانی شروع کی ہیں اور سٹرائکیں ہونے کی دہمکیاں دیجاتی ہیں۔ مال لانے والی موٹروں میں بھیڑ۔ بکریوں کی طرح لنڈن کی شاندار لباس پہننے والی عورتیں اور شوقین مرد بھرے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ ہائڈ پارک کی سیرگاہ بند ہے۔ شاہی مردو عورتوں کی جگہ موٹر گاڑیاں کھڑی ہیں۔ پیکروں کی جگہ سیاہ وردی والے پہلوان ہیں۔ تمام چیزوں کی قیمت بڑھ رہی ہے۔ جنگ کی سی محدود مقدار میں خوراک لوگوں کو دیجاتی ہے۔

ملاقاتیں باوجود ریلوں کے بند ہونے کے متلاشیان حق اور احباب ملاقات کے لئے آئے اور اس ہفتہ ایک اٹالین بوڑہی عورت۔ ایک اٹالین مرد اور کئی ایک معزز مرد و خوانین سلسلہ حقہ کی تعلیم کے متعلق استفسار کرنے آئے۔

ایک نارویجین خاتون پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم کا بہت اثر ہوا ہے۔ اس نے کئی گھنٹے تک حضرت مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل کو سنا ہے۔ اور سلسلہ میں شامل ہونے کے سوال پر غور کر رہی ہے۔

امسال جماعت احمدیہ کا
سالانہ جلسہ انشاء اللہ العزیز
۲۶ - ۲۷ - ۲۸ - ۲۹
دسمبر ۱۹۱۹ سنہ ع کو ہو گا
خاکسار شیر علی عفا اللہ عنہ

لیکچر گذشتہ اتوار ۲۶- اگست کو چودہری فتح محمد صاحب ایم اے سیال کا لیکچر "دعا" پر ہوا۔ یوربین حاضرین میں دو اعلےٰ تعلیم یافتہ انگریز خواتین تھیں۔ بہت دلچسپ لیکچر تھا۔ چودہری صاحب کی تقریر کے بعد قاضی عبد اللہ صاحب نے نہایت عمدہ زبان میں سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کی۔ جس کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا۔ آیندہ جمعہ و اتوار کو چودہری فتح محمد صاحب کے لیکچر فوکسٹن میں ہونگے۔

خطوکتابت خط و کتابت کے ذریعہ انگلستان اور انگلستان کے باہر تبلیغ کا کام ہو رہا ہے ڈنمارک ناروے۔ ہندوراس۔ ایران۔ افریقہ کے مختلف حصص اور امریکہ میں آسمان سے اترے ہوئے نور کی شعاعیں پہنچانے کی کوشش کی جارہی ہے ٭

اخبار احمدیہ

لنڈن احمدیہ مسلم مشن۔ ایک معزز تعلیم یافتہ سکاچ لیڈی کا قبول اسلام

قبول اسلام حضرت مفتی محمد صادق صاحب مضافات لنڈن میں تبلیغی کام کر کے واپس مرکز میں آ گئے ہیں۔ اور ان کے ہاتھ پر ایک معزز تعلیم یافتہ سکاچ خاتون مسز سیگی رابرٹس نے جو کچھ مدت سے زیر تبلیغ تھی۔ اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام ماجدہ رکھا گیا۔ یہ خاتون اپنی حسن خدمات جنگ میں ایک پولیس افسر کی حیثیت سے ملک معظم کی طرف سے طلائی گھڑی انعام پا چکی ہے۔ حضرت مفتی صاحب کو مغربی افریقہ کے لوگوں نے لیکچر دینے کے واسطے بلایا ہے۔ اور وہ عنقریب وہاں جانیوالے ہیں۔

درس قرآن مجید ہر اتوار کو ۵ بجے سے ۶ بجے تک لیکچروں سے قبل درس قرآن شریف ہوتا ہے۔ حاضرین توجہ سے سنتے ہیں۔

لیکچرز لنڈن احمدیہ لیکچر روم میں گذشتہ دو ہفتوں میں "ضرورت القرآن" اور "اسلامی نماز" پر خاکسار نے دو تقریریں کیں۔ تقریروں کے بعد سوال و جواب کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ حاضرین اس سے فائدہ اٹھاتے۔ اور دل کھول کر بحث کرتے ہیں۔ گذشتہ ہفتہ بوڑھے فاضل انگریز جرنلسٹ میکڈانلڈ نے خوب حصہ لیا حاضرین میں ایک رومانی خاتون بھی تھی۔ اس کے علاوہ چودہری صاحب الف محمد سیال ایم۔ اے نے شہر فوکسٹون میں چار تقریریں کیں۔ جن سے ایک بڑی تعداد دین محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔

عبد الرحیم نیّر۔ ۱۵- اکتوبر ۱۹۱۹ء

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مفتی صاحب کو دار الامان سے افریقہ جانے کا حکم بذریعہ تار آ گیا ہے۔ جس پر انہوں نے پاسپورٹ اور جہاز پر جگہ کے واسطے درخواست دیدی ہے۔ اور اب سفر کی طیاری میں مصروف ہیں۔ قاضی عبد اللہ صاحب انشاء اللہ ۲۵- اکتوبر کو جہاز سٹی آف کراچی پر سوار ہو کر انشاء اللہ عازم قادیان ہونگے۔ ہر دو مبلغین کے منزل مقصود پر صحت و عافیت کے ساتھ پہنچنے کے احباب دعا فرمادیں ٭ (نیّر)

شکریہ احباب جناب سید محمد عبد الوحید صاحب احمدی منصوری صحت یاب ہو کر شفاخانہ سے باہر آ گئے ہیں۔ وہ ان احباب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جنہوں نے ان کے لئے دعائیں کیں ٭

درخواستہائے دعا مخلص احمدی بھائی بابو غلام حسین صاحب لدھیانوی ہیڈ ڈرافٹمین چھاؤنی جدید دہلی تین ماہ سے مرض آشوب چشم میں مبتلا ہیں اور ماسٹر محمد علی خان صاحب اشرف بعض مشکلات میں ہیں۔ اور چودہری عبد العزیز صاحب احمدی رئیس عالم پور سخت بیمار ہیں۔ اور جناب حاجی عبد القدیر صاحب شاہجہانپور بعض مشکلات میں ہیں۔ اور ان کے صاحبزادے حاجی عبد القدوس صاحب اور ان کی اہلیہ بیمار ہیں احباب مریضوں کی صحت اور دوسرے بھائیوں کی حل مشکلات کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔ نیز برادر بابو غلام محمد آصاحب اسسٹنٹ ماسٹر۔ سٹری کالج میں داخل ہونے میں کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں ٭

نماز جنازہ مولوی عبد القادر صاحب لودھیانوی کی لڑکی اور شیخ محمد سلطان صاحب لودھراں کے لڑکے شیخ صدیق احمد ماسٹر محمد علی خان صاحب اشرف تلونڈی جھنگلاں کی لڑکی اور مسماۃ کریم النساء زوجہ چودہری فضل محمد صاحب ساکن سٹروعہ۔ اور مستری محمد الدین صاحب نوشہرہ کے والد میاں صاحب سید انعام الرسول صاحب احمدی کٹک کی والدہ جو کہ ۱۲ برس سے احمدی تھیں۔ بعمر ۸۲ سال فوت ہو گئی ہیں انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں ٭

تلاش کتب حقیقۃ الوحی اور آئینہ کمالات اسلام کی مجھ کو ضرورت ہے۔ جو صاحب فروخت کرنا چاہیں۔ وہ مجھ سے براہ راست قیمت کا فیصلہ طے کریں۔

منظور علی سب انسپکٹر۔ تھانہ جلال پور۔ ضلع جونپور یوپی

غیر مبایعین سے خطاب

نالۂ درد

مجھے آپ سے وہ پیار تھا کہ میں رشک قلب ہزار تھا
مرے دل میں شعلہ شوق تھا جسے آپ ہی نے بجھا دیا

وہ جو ناز پرور عشق تھا۔ وہ جو بیکسوں کا تھا دل
وہ مسل مسل کے جناب نے یونہی خاک میں ہی ملا دیا

بھلا کونسا تھا گنہ کیا ہمیں کچھ تو دیجے ذرا بتا
وہ مرض کہ جسکی نہیں دوا ہمیں جس نے تم نے لگا دیا

(احمدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۱- نومبر ۱۹۱۹ء

بعض اعتراضات کا جواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کے بعض افراد کے متعلق یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ وہ یہود اور نصاریٰ کی چال چلیں گے۔ یہود و نصاریٰ کی جن بے اعتدالیوں کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے

(۱) فلما جاءھم رسول من عند اللہ مصدق لما معھم نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظھورھم کانھم لا یعلمون۔

(ترجمہ) کہ جب ان کے پاس خدا کی طرف سے ایسا رسول آیا۔ جو سچا ثابت کرتا تھا۔ اس کو جو ان کے پاس ہے تو اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا (باوجود جاننے کے ایسے ہوئے) گویا نہیں جانتے۔

(۲) وان فریقاً منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون

ترجمہ۔ کہ ایک فریق ان میں سے جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے۔ اہل کتاب کی اسی روش کو اس زمانے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے بعض افراد نے اختیار کیا ہے۔ اہل علم پر یہ امر مخفی نہیں۔ کہ کلام اللہ اور کلام رُسل میں باب استعارہ اور مجاز اور تشبیہ اور کنایہ وغیرہ مفتوح ہے۔ مگر اس زمانے کے نبی حضرت مسیح موعود پر مسلمان کہلانے والے قرآن و حدیث کے علم کے مدعی ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ جو قرآن اور حدیث پر پڑتا ہے ان کے ایسے اعتراضات اس امر کو ثابت کرتے ہیں کہ یہ علماء مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے اگر مسلمانوں کی مردم شماری میں نہ آتے۔ تو ان کو اسلام سے کوئی بھی تعلق نہ ہوتا اس کی تازہ نظیر راہوں کا ایک خط ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود کی ایک عبارت جو کتاب آئینہ کمالات اسلام سے لی گئی ہے۔ بطور اعتراض کے پیش کی ہے۔ اور آئندہ بطور اعتراض کے پیش کرنے کے لئے ہم سے سند چاہی گئی ہے۔ چنانچہ وہ خط حسب ذیل ہے:۔

"سلام علےٰ عبادہ الذی اصطفےٰ۔ جناب مرزا صاحب کی کتاب دافع الوساوس (یا آئینہ کمالات اسلام) صفحہ ۵۶۴ کے الفاظ ذیل مطالعہ سے گذرے۔ جن کے متعلق (بوجہ عدم ارقام مسودگی ترجمہ جناب مرزا صاحب کے) چند عرائض بغرض جواب ارسال خدمت ہیں۔ اور مجھے امید واثق ہے۔ کہ آنجناب عریضہ ہذا کا جواب جلدی مرحمت فرما کر ممنون فرماوینگے۔ اور وہ الفاظ طیبہ یہ ہیں:۔ ورئیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو"۔

اوّل۔ عبارت مذکورہ بغیر زیر و زبر و پیش وغیرہ کے جناب مرزا صاحب کی منقش فرمودہ ہے لہذا ضروری ہے۔ کہ الفاظ مذکورہ کو زیر زبر پیش وغیرہ سے مزین فرماویں۔ تاکہ پڑھنے میں غلطی واقع نہ ہو۔

دوئم۔ عبارت مذکورہ کا لفظی ترجمہ (اردو) بخط جلی ارقام فرمایا جاوے۔

سوئم۔ عبارت مذکورہ کے متکلم خود جناب مرزا صاحب ہیں یا کوئی اور ہے۔ اور اگر اور ہے۔ تو کس طرح؟"

سو پیشتر اس کے کہ ہم اس عبارت عربی کی حقیقت بتلائیں پہلے سائل کے سوالوں کا جواب دیتے ہیں۔

سوال اوّل۔ عبارت پر اعراب لگائے جائیں۔

جواب:۔ اعراب شدہ عبارت حسب ذیل ہے:۔ وَرَئَیْتُنِیْ فِی الْمَنَامِ عَیْنَ اللّٰہِ وَتَیَقَّنْتُ اَنَّنِیْ ھُوَ

دوسرا سوال۔ عبارت مذکورہ کا لفظی ترجمہ۔

جواب۔ اور دیکھا میں نے اپنے آپ کو نیند میں عین خدا اور یقین کیا میں نے کہ میں وہ ہوں۔

تیسرا سوال عبارت کا متکلم کون ہے۔

جواب۔ متکلم اس عبارت کے حضرت مرزا صاحب ہیں جو اپنی خواب کو بیان کر رہے ہیں۔

حقیقت:۔ اس عبارت سے کوئی متعصب کسی نادان کو یہ دھوکہ نہ دے۔ کہ عبارت مذکورہ میں حضرت مسیح موعود نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے کیونکہ اس عبارت میں یہ نہیں کہ میں خدا ہوں یا مجھے خدا ہونیکا دعویٰ ہے۔ بلکہ نیند میں خواب کے واقعہ کو بیان فرما رہے ہیں کہ میں نے نیند میں اپنے آپ کو خدا دیکھا اور یقین کیا کہ میں وہ ہوں حضرت میرزا صاحب کا منشاء خدائی کا دعویٰ کرنا ہرگز نہیں چنانچہ اس عبارت کا ما بعد مع اس عبارت کے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ جس کے بعد اس کا اردو ترجمہ لکھا جائیگا (عبارت منقول از آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴)

"ورایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو ولم یبق لی ارادۃ ولا خطرۃ ولا عمل من جھۃ نفسی وصرت کاناء منثلم بل کشیٔ ابطہ شیٔ اٰخر واخفاہ فی نفسہ حتی ما بقی منہ اثر ولا رائحۃ وصار کالمفقود واعنی بعین اللہ رجوع الظل الی اصلہ وغیبوبتہ فیہ کما یجری مثل ھذہ الحالات فی بعض الاوقات علے المحبین۔ وتفصیل ذلک ان اللہ اذا اراد شیئاً من نظام الخیر جعلنی من تجلیاتہ الذاتیۃ بمنزلۃ مشیتہ وعلمہ وجوارحہ وتوحیدہ وتفریدہ لاتمام مرادہ وتکمیل مواعیدہ کما جرت عادتہ بالابدال والاقطاب والصدیقین۔ فرایت ان روحہ احاط علےٰ واستویٰ علی جسمی ولفنی فی ضمن وجودہ حتی ما بقی منی ذرۃ وکنت من الغائبین۔ ونظرت الی جسدی فاذا جوارحی جوارحہ وعینی عینہ واذنی اذنہ ولسانی لسانہ ...... الخ"

(ترجمہ)

"اور میں نے اپنے آپ کو خواب میں عین خدا سمجھ اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ اور میرے نفس کی جہت سے میری کوئی مشیت اور ارادہ اور خیال نہ رہا۔ اور میں گویا ٹوٹے ہوئے برتن کی طرح ہوا۔ بلکہ اس چیز کی مانند جسے کسی دوسری چیز نے اپنے ضمن میں لے لیا ہو۔ اور اپنے نفس میں چھپا لیا ہو۔ یہاں تک کہ اس چیز کی اپنی کوئی بُو اور اثر نہ رہا ہو

مفقود کی طرح ہو گئی۔ اور عین خدا سے میری مراد ظل کا اصل کی طرف لوٹنا اور اسی میں گم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ عشاق کے ساتھ بعض اوقات گذرا کرتی ہے۔ اور اسکی تفصیل یہ ہے۔ کہ خدا نے جب کسی امر کا ارادہ کیا تو اپنی ذاتی تجلی کے بمنزلہ مجھے ٹھہرایا۔ اور اپنے علم اور مشیت اور جوارح اور اپنی توحید اور یگانگت کی طرح مجھے قرار دیا۔ اپنی مراد کے پورا کرنے کے لئے اور اپنے وعدوں کی تکمیل کے لئے جیسا کہ ابدال اور اقطاب اور صدیقین کے ساتھ اس کی عادت جاری ہے۔ سو میں نے دیکھا۔ کہ اس کی روح نے مجھ پر گھیرا ڈالا۔ اور میرے جسم پر چاروں طرف سے آگئی۔ اور مجھے اپنے وجود میں لپیٹا۔ یہاں تک کہ میرا کچھ بھی نہ رہا۔ اور میں پوشیدہ لوگوں میں سے ہو گیا۔ میں نے اپنے جسم کی طرف نگاہ کی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اعضاء اس کے اعضاء ہیں۔ میری آنکھ اس کی آنکھ ہے۔ میرے کان اس کے کان ہیں۔ اور میری زبان اس کی زبان ہے...... الخ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بیان آیت "ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" اور حدیث صحیحین "فاذا احببتہٗ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا" کے ساتھ کیسی موافقت تام رکھتا ہے۔ قرآن و حدیث سے منہ پھیر کر حضرت مسیح موعود کی ایسی عبارتوں پر اگر کوئی اعتراض کرے تو کرے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(حافظ روشن علی)

دس اور پچاس روپیہ کے نوٹ۔

سرکار نے اچھا کیا۔ کہ سونے چاندی اور تانبے کے سکوں کی طرح نوٹوں کو بھی بکثرت جاری کر دیا۔ اس کے بے شمار فوائد ہیں ظاہری اور سطحی فائدہ جو ہر شخص کی سمجھ میں آ جاتا ہے یہ ہے۔ کہ کاروباری لوگ بجائے کمر شکن بوجھوں کے اٹھانے سے بچ رہنے کے ہزاروں روپیہ کے نوٹ ایک پاکٹ میں رکھ کر آسانی سے ملکوں ملکوں میں پھر سکتے ہیں۔ اور دھاتی سکوں کا بوجھ ان کے جسم کو اور مالیت کے نقصان ہو جانے کا خیال ان کی روح کو تکلیف نہیں کرتا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فوائد ہیں۔ مگر اسوقت ہم ان فوائد کی تشریح اور تفصیل کرنے کے لئے نہیں بیٹھے بلکہ غرض یہ ہے۔ کہ دس اور پچاس روپے کے نوٹ کے متعلق کسی قدر گذارش کریں۔

دس اور پچاس روپے کے نوٹ کا سائز ایک ہے کاغذ بھی ایک ہے۔ رنگت بھی ایک۔ سوائے خفیف فرق کے جو سوائے کسی قدر تامل کرنے کے نظر نہیں آ سکتا۔ نقوش اور ساخت میں بھی گو فرق ہے۔ مگر نمایاں نہیں اب رہے ہندسے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ہر شخص اسمیں بھی امتیاز نہیں کر سکتا۔ اور پھر کاروباری لوگوں کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا۔ کہ وہ پہروں مطالعہ کرتے اور پوچھتے پھریں۔ چنانچہ ہمارے پاس ایک نوٹ دس روپیہ کا جس کا نمبر ۹۶۱۸۲ ہے اور ایک پچاس روپیہ کا جس کا نمبر ۱۵۹۷۳ ہے آئے۔ جب وقت ہم نے ان دونوں کو دیکھا تو ان کی شکل و شباہت میں فوراً کوئی فرق نظر نہ آیا۔ بلکہ کچھ دیر غور کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ کچھ فرق ہے۔ اس مماثلت اور مشابہت کی وجہ سے حساب والوں اور اہل معاملہ کو بہت غلطی لگنے کا اندیشہ ہے اور ہمارے پاس نظائر موجود ہیں۔ کہ بعض لوگوں نے جلدی میں پچاس کے نوٹ کو دس کا سمجھا۔ اور دس کے نوٹ کو پچاس کا خیال کیا۔ مگر جب حساب کرنے بیٹھے تو غلطی معلوم ہوئی۔ اور ہمارے ان دوستوں نے جو کاروبار کے لئے سفر میں رہتے ہیں۔ بتایا ہے کہ بیرونجات میں بھی اس قسم کی گڑبڑ ہوتی رہتی ہے۔

پس چونکہ اس مماثلت اور مشابہت کی وجہ سے لوگوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ غالب ہے۔ اس لئے ہم اپنی مہربان گورنمنٹ کے ذمہ وار حکام سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ وہ پبلک کو نقصان سے بچانے کے لئے دس اور پچاس روپیہ کے نوٹ میں ایسا نمایاں امتیاز کر دیں۔ جس کی وجہ سے ایک عامی بھی دونوں میں فرق کر سکے۔ امید ہے کہ کرنسی آفس والے بھی اس معاملہ پر جس قدر جلد ہو گا۔ غور کرینگے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا سفرنامہ الحکم میں

جناب سید صاحب موصوف نے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ الفضل میں اپنا سفرنامہ شائع کرنے کے لئے دینگے۔ لیکن سید صاحب موصوف بعض نہایت اہم مصروفیتوں کے باعث الفضل کے لئے اپنا سفرنامہ مرتب نہ فرما سکے تاہم خوشی کی بات ہے۔ کہ آپ کا سفرنامہ شائع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور معزز الحکم میں باقساط شائع ہو رہا ہے۔ میرے نزدیک اگر غور سے دیکھا جائے تو موجودہ دور کے الحکم کی علمی سطح کو اس سفرنامہ کے بعض علمی بحثوں نے بلند کر دیا ہے۔ اور امید ہے کہ آیندہ چلکر یہ سفرنامہ واقعی ایک علمی اور بہترین چیز ہو جائیگا اگر احباب کو سید صاحب کے اس سفرنامہ کے مطالعہ کا شوق ہے۔ تو ہم سفارش کرتے ہیں کہ محترم الحکم کی اشاعت کو ترقی دیں تاکہ اس کا حلقہ اثر وسیع ہونے کے علاوہ اس کی موجودہ دقتیں رفع ہو جائیں۔ اور اس کی اشاعت میں باقاعدگی پیدا ہو جائے۔

اخبار الفضل کے صفحات

اخبار الفضل بارہ ۱۲ صفحات پر شائع ہوتا ہے۔ اور اس کے چار چار صفحہ کے تین حصے (فرمے) ہوتے ہیں۔ دفتری لوگ کام کی جلدی کے باعث صفحوں کے نمبروں کے مطابق ان حصوں (فرموں) کو نہیں رکھ سکتے۔ بلکہ چوتھے اور پانچویں صفحہ کے درمیان ۶ تا ۱۰ صفحہ کا حصہ (فرمہ) رکھ دیتے ہیں۔ جس سے اس کی طبعی ترتیب بگڑ جاتی ہے۔ ناظرین پر اسقدر اعتماد کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اخبار کھولکر پڑھنے سے پہلے صفحوں کو ترتیب دے لیتے ہونگے۔ لیکن دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ بجائے صفحات کو صحیح طور پر ترتیب دینے کے اسی طرح پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ جس طرح وہ صفحے رکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس طرح مضمون خبط ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمجھ نہیں سکتے۔ کہ خبط مبحث کی کیا وجہ ہے۔ چونکہ چراسی اخبار کے صفحات کو بوجہ قلت وقت اور کثرت کار کے

مناسب ترتیب سے نہیں رکھ سکتے - اس لئے ناظرین اخبار براہ مہربانی اخبار کھولکر پڑھنے سے پہلے ہی یہ کام کیا کریں کہ صفحات کو ترتیب دے لیا کریں - اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ نہ تو مضمون خبط ہوگا - اور نہ بعض اوقات شکایت کرنی پڑیگی - کہ صفحات غائب تھے یا ترتیب ٹھیک نہ تھی یا مضمون بے معنے تھے - امید ہے کہ ہمارے ناظرین ہماری اس گذارش کو قبول فرمائینگے ؁

حضرت حافظ حامد علی کے حالات کا تتمہ

شیخ حامد علی صاحب مرحوم کے مختصر حالات آپ نے لکھے - اور وہ الفضل میں چھپ گئے - چونکہ میں ان کے مکمل اور مفصل حالات تذکرۃ المہدی کے دوسرے اور تیسرے حصہ میں لکھونگا اور کچھ ان کے حالات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں کہیں کہیں تحریر فرمائے ہیں اس لئے اس تفصیل کو نظر انداز کرکے اس وقت دو باتیں ضروری الفضل کے ذریعہ سے احباب کو سنانی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نسبت فرمایا تھا کہ جیسی خدمت شیخ حامد علی نے کی ہے - وہ میری خدمت کسی دوسرے نے نہیں کی - اور یہ میرے ساتھ ہمیشہ رہا ہے - جنت میں بھی وہ میرے ساتھ اسی طرح ہوگا - بیماری کی حالت میں خاکسار ان سے اکثر ملتا تھا - اور ان کی دوکان پر اور جگہ سے زیادہ میری نشست تھی - اور ہم دونو حضرت اقدس علیہ السلام کا ہی ذکر کرتے رہتے تھے - بعض باتیں جو مجھے یاد نہیں تھیں وہ ان سے تازہ ہوگئیں - اس تذکرہ میں ہم دونو اپنے ایمانکو تازہ کیا کرتے تھے - جس روز ان کی وفات ہوگی اسی شب کو مرحوم نے ایک خواب دیکھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام تشریف لائے - اور نہر کے پل پر جو قادیان سے بٹالہ کو جاتے ہوئے راہ میں آتا ہے - وہاں ٹھہر گئے - اور مجھے قادیان سے بلایا ہے - میں گیا ہوں - اور حضرت اقدس ؑ نے بڑی محبت سے مجھے اپنی چارپائی پر بٹھالیا ہے - اور مجھ سے بڑے پیار و محبت خاص (مرحوم سے) باتیں کرتے ہیں - اور آپ کے ہمراہ دو تین سو آدمی ہیں - مگر وہ سب وفات یافتہ ہیں - زندوں میں سے کوئی نہیں - اور وہ سب احمدی ہیں - ان میں سماۃ مائی تابی بھی ہے - جو آپ کے یہاں رہتی تھی - حضرت اقدس اٹھے - اور چند قدم پر جاکر پیشاب کیا اور چل دئے - اور مرحوم کی آنکھ کھل گئی - یہ خواب مرحوم نے اپنی بیوی کو سنایا - اور کہا کہ اب میری وفات کا وقت آگیا ہے - اس خواب سے چار گھنٹے یا پانچ گھنٹے کے بعد مرحوم نے خود اٹھکر پیشاب کیا - اور پیشاب کرتے ہی چارپائی پر لیٹنا تھا کہ فوت ہو گیا - بیماری کی حالت میں اکثر درود - استغفار ادعیۂ ماثورہ اور قرآن شریف کا بہت ورد تھا کہ . . کوئی وقت اس سے خالی نہ تھا - انا للہ وانا الیہ راجعون وانا بفراقہ لمحزونون

چونکہ میرا اور مرحوم کا ہمیشہ سے وقت وفات تک بہت دوستانہ رہا ہے - اس لئے میں ان کے حالات سے بہت واقف ہوں ؞

خاکسار محمد سراج الحق نعمانی از دار الامان (مصنف تذکرۃ المہدی)

حضرت صاحبزادہ پیر محمد سراج الحق صاحب احمدی نعمانی ان افراد اخص میں سے ہیں - جو حضرت اقدس علیہ السلام کے ساتھ براہین احمدیہ کے وقت میں ہی پیوستہ ہوگئے تھے آپ کو خدا تعالےٰ نے کمال درجہ کا حافظہ دیا ہے - اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے - آپ چونکہ نوجوانی سے بڑھاپے تک حضرت اقدس کے حضور حاضر رہے ہیں - اس لئے آپ کو حضور کے سوانح حیات جس قدر زبانی معلوم ہیں کسی دوسرے کو نہیں - آپ ان تمام حالات کو ایک مطول تالیف میں درج فرمارہے ہیں - جس کا نام تذکرۃ المہدی ہے اس کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوکر مقبول خاص و عام ہوچکا ہے اور دوسرا حصہ مکمل ہوکر تیسرے حصہ کا بھی ایک بڑا حصہ لکھا جا چکا ہے اللہ تعالےٰ پیر صاحب کو لمبی عمر اور توفیق دے - کہ اس کتاب کو مکمل کرکے جلد شائع فرمادیں ؞

خاکسار، مہر محمد خان شہاب احمدی مالیر کوٹلوی

یورپین دُنیا کی حالت

اسلام کے دَورِ اوّل کی یاد

مُسلمانانِ ہند کو دعوتِ ایمان

جناب ایڈیٹر صاحب "الفضل"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - شاید یہ خط لندن سے میرا اس دفعہ آخری خط ہو - کیونکہ میں اب چند روز میں اللہ کے فضل سے ہندوستان کے لئے روانہ ہوجاؤں گا اس خط کو درج اخبار فرماکر مشکور فرمائیں -

ہندوستان سے ایک وکیل صاحب جو حال میں لندن تشریف لائے - مجھ کو کہہ رہے تھے - کہ دیکھو فلاں جج کس طرح لاکھوں روپیہ سالانہ کماتا ہے - تمہیں اس کی شان کی پیروی کرنی چاہیئے - میں نے کہا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ میں اپنی تمام زندگی روپیہ بٹورنے میں خرچ کروں - میں مذہبی سچائی کو دنیا پر ظاہر کرنے کی خواہش رکھتا ہوں فرمانے لگے - کہ مذہب کو روپیہ کمانے کا ایک ڈھب بنایا جاسکتا ہے - خواجہ کمال الدین نے اس طرح بہت سی دولت جمع کرلی - میں نے کہا کہ میں نے تو اپنا دل محمود کو دیدیا - اور اب اسی کے دیدار کے لئے قادیان جاتا ہوں ؎

آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار

یہ سنکر وہ وکیل صاحب کسی قدر حیران ہوئے - لیکن اگر دیکھا جائے - تو سب شاعر اسبات پر اتفاق کرتے ہیں - کہ سچی خوشی انسان کو صرف خالص محبت سے ہوتی - اور کسی چیز سے نہیں - میں مسٹر نیئر کے الفاظ میں ہندوستان کی طرف جاتے ہوئے بادل کو کہہ سکتا ہوں ؎

مرا محمود پیارا ہے جو عیسیٰ کا دلارا ہے
گذارش باادب کرنا کبھو لیں اہل عصیاں کو
خدا نے چاند نبیوں کا تمہیں ذرا کے بتلایا
بڑھانے والے ہو تم ہی ہمارے نور ایماں کو

کل مسز کوریو کو دیکھنے گیا۔ وہ کہتی تھی۔ کہ اب اٹلی میں شور و شرابہ پھیلا ہوا ہے۔ ایک جماعت جمہوری سلطنت کے حق میں ہے۔ جن سے ڈر کر اٹلی کا بادشاہ سیر کرنے کو انگلستان چلا گیا ہے۔ دوسری جماعت شوسلسٹ لوگوں کی ہے جو کہ مزدوروں کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تیسری جماعت ان لوگوں کی ہے۔ جو کہتے ہیں کہ شہر فیوم کو اٹلی کے ماتحت کر دینا چاہیئے۔ ہر روز گلیوں میں ان تینوں جماعتوں کے لوگوں میں جھگڑا ہو جاتا ہے۔ اور انسانی خون پانی کی طرح بہتا ہے۔ ریوالوروں اور چاقوؤں سے وہ لڑتے ہیں۔ مسز سیال نے فرمایا کہ جب تک یہ عیسائی لوگ مسلم نہیں ہونگے۔ اسی طرح آپس میں لڑتے جھگڑتے رہینگے۔ اور بہت کمزور ہو جائینگے۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیشگوئی کی تھی اب روس میں اسلام اور احمدیت کے پھیلنے کے دن آرہے ہیں۔ انشاء اللہ چند سال میں روس مسلمان ہو جائیگا۔ آج کل یورپ میں تکلیف یہ ہے۔ کہ اگر ان پڑھ مزدوروں کی حکومت ہو جائے۔ تو وہ ان پڑھ ہونے کی وجہ سے عمدہ قانون نہیں بنا سکتے۔ اور اگر داناؤں کی حکومت ہو۔ تو وہ خود غرض ہونے کی وجہ سے غریبوں کو لوٹ کر عیش کرنا چاہتے ہیں۔ افلاطون وغیرہ سب فلاسفر کہہ گئے ہیں کہ حکومت کی باگ داناؤں کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے جب یورپ مسلمان ہو گیا۔ تو دانا لوگ خود غرضی چھوڑ کر لوگوں کے فائدہ کے لئے حکومت کیا کرینگے۔

دراصل یورپ کو اسوقت سب سے زیادہ ضرورت اسلامک سپرٹ کی ہے۔ عیسائی مذہب کا لوگوں کے دلوں پر آجکل یورپ و امریکہ میں کچھ اثر نہیں پڑتا۔ اور بغیر اسلامک سپرٹ کے سائنس کسی ملک کو غارت ہونے سے نہیں بچا سکتی۔ مثلاً یورپ کی تہذیب سیکھ کر اگرچہ جاپانی دولتمند اور مضبوط بن گئے۔ لیکن قوم کی دولت صرف چند امیروں کے ہاتھ میں ہے۔ اور باقی غریب ہر چیز کی قیمت بڑھ جانے سے جاپان میں بہت تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ اور جاپانی دن بدن اخلاقی حالت میں گر رہے ہیں۔ اور کمینے بنتے چلے جا رہے ہیں۔ برخلاف اس کے ہم دیکھتے ہیں جب عرب چاہ ضلالت میں پڑا تھا اور ساری دنیا عربوں کو اُمّی یعنی وحشی کے نام سے پکارتی تھی۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے چند ہی سال میں عربوں کو نہ صرف دنیاوی لحاظ ہی بلکہ روحانی طور پر بھی ساری قوموں کا سرتاج بنا دیا۔ اسلامک سپرٹ یہ ہے کہ قوموں میں نفاق پیدا کرنے کی بجائے سب کو بھائی بھائی بنا دیتی ہے آج کل یورپ کے ہر ملک میں سول وار جاری ہے۔ انگلستان میں لگاتار ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ ایک فریق دوسرے کو نیست و نابود کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ امیر غریبوں کو پاؤں تلے کچلتے ہیں۔ اور غریب امیروں کو غارت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ برخلاف اس کے اسلام کے شروع میں عرب پر ایک نظر ڈالو تو کیا دیکھو گے کہ مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کی سطوت و جلال کی دنیا قائل تھی۔ اس سادگی سے کاروبار کرتے ہیں کہ دنیا حیران ہو جاتی ہے۔ وہ بیت المال کے اونٹوں کی رکھوالی کرتے۔ بیواؤں کی خبر گیری اور مسافروں کی دیکھ بھال اور ان عورتوں کے لئے تمام کام کاج کر نکلتے ہیں۔ جن کے مرد میدان جنگ میں ہیں۔ ان کی اس سادگی کا یہ نتیجہ تھا کہ لوگ اسلام پر مفتون ہوئے جاتے تھے۔

جب حضرت عمر یروشلم کو فاتح کے طور پر جا رہے تھے۔ تو ان کا ایک نوکر ان کے ساتھ تھا۔ انہوں نے نوکر کو کہا۔ اگر ہم دونو اس اونٹ پر چڑھ بیٹھیں تو یہ اس جانور پر ظلم ہے۔ پس ہم باری باری اونٹ پر چڑھینگے۔ چنانچہ دس میل حضرت عمرؓ اونٹ پر اور نوکر پیدل جاتا۔ اور دس میل نوکر اونٹ پر اور حضرت عمرؓ پیدل جاتے۔ یہ اسلامک سپرٹ تھی۔ جس کی آج کل یورپ کو بڑی سخت ضرورت ہے۔

احمدیہ جماعت اس اسلامک سپرٹ کو خوب آج کل یورپ میں پھیلا رہی ہے۔ اگر آپ سار سٹریٹ میں احمدیہ سینٹر میں جائیں۔ تو ہر قوم کے لوگوں۔ امریکن اور انگریز۔ عرب اور ہندوستانی۔ اٹالین اور روس کو بھائی بھائیوں کی طرح بیٹھے باتیں کرتے یا کھانا کھاتے یا نماز پڑھتے دیکھیں گے۔ مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ اس مبارک کام میں احمدی بھائیوں کا ہاتھ بٹائیں اگر اور کچھ نہیں۔ تو کم از کم نماز سے ہی مدد کریں۔ مسلمانوں کا دار و مدار نماز پر ہی رہا ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر موقع کے لئے ان کو دعائیں کرنی سکھائیں۔ جس سے ہر جگہ دس دس گنے دشمنوں پر اللہ تعالے نے مسلمانوں کو فتح دی۔ کیونکہ افسوس کہ آج کل کے مسلمان نماز کو صرف ایک رسم کے طور پر ادا کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ کہ ان کافروں کی نماز صرف تالی بجانا اور سیٹی مارنا ہی ہے۔ اور سچی نماز صرف مسلمان ہی جانتے ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں مسلمان اسقدر گر گئے ہیں کہ ان کی نمازیں کافروں کی نماز کی طرح بے اثر ہو گئی ہیں۔ پس ان پر رحم کھا کر خدا نے ان کے لئے ایک ناخدا اور رہنما حضرت احمدؑ کے وجود میں بھیجا ہے۔ اب اسلام کے اچھے دن آرہے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو جلد خواب غفلت سے بیدار ہو جانا چاہیئے۔ کیونکہ جیسا کہ مشہور شاعر کالیداس نے فرمایا ہے۔ ہرن خود بخود آکر سوتے شیر کے منہ میں نہیں جا پڑتے۔

بندہ ساگر چند بیرسٹر ایٹ لا۔ لنڈن

النظر

احمدؑ کی تعلیم

ہمارے دوست منشی فخر الدین صاحب احمدی ملتانی مہتمم احمدیہ بک ایجنسی قادیان ماشاء اللہ ایک باہمت کاروباری انسان ہیں۔ آپ اسوقت تک متعدد مفید کتب چھپوا کر شائع کر چکے ہیں۔ جنہیں سب سے بڑا کام قرآن کریم کا مترجم کا شائع کرنا ہے۔ لیکن آپ کی بعض شائع کردہ کتب کے متعلق ... ... یہ شکایت ہے۔ کہ کتابت و طباعت کا اہتمام مناسب نہیں کیا گیا۔ اس نقص کو منشی صاحب موصوف نے خود بھی محسوس کیا ہے۔ اس لئے اب انہوں نے عہد کیا ہے کہ آئندہ جو کتاب بھی شائع کرینگے۔ اسے ان نقائص سے پاک رکھینگے۔ چنانچہ رسالہ زیر ریویو بھی بلحاظ کتابت و طباعت کے بہا غنیمت ہے۔ خط جلی اور صاف طباعت اور بہت حد تک اغلاط سے پاک۔ مضمون کے متعلق ہمیں کسی رائے کے اظہار کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہ حضرت اقدس کی ایک تحریر ہے۔ جو حضور اقدس نے جماعت کی تعلیم کے لئے بطور دستور العمل ارقام فرمائی۔ اس ٹریکٹ کی ضخامت ۱۶ اور سلیقہ عصم کے ۲۵ [illegible]

لفظ رفع اور قرآن کریم

عموماً آیت "بل رفعہ اللہ الیہ" سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ حضرت مسیح ؑ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے اور دلیل یُوں بیان کی جاتی ہے۔ کہ "رفعہ" کی ضمیر حضرت مسیح ؑ کی طرف راجع ہے۔ جو کہ جسم مع الروح ہیں نہ صرف روح پس ثابت ہُوا کہ حضرت مسیح کا (جسم مع الروح) رفع ہُوا نہ کہ محض روح حضرت مسیح ؑ کا۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ کی تجلی کا مظہر اعظم آسمان ہے۔ اس لئے آسمان کی طرف رفع ہُوا۔ اب ایک محقق کے لئے اس موقعہ پر مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں:۔

(۱) لفظ "رفع" کے معنی (۲) کیا اہل زبان (عرب) کے نزدیک یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ کہ جب رفع کا لفظ اس طرز پر استعمال ہو۔ تو ضرور یہی معنے ہوتے ہیں۔ جو کہ وجہ اعتراض میں بیان ہوتے ہیں (۳) کیا کلام مجید نے یہ التزام کیا ہے یا کم از کم کہیں بھی ایک ہی جگہ اس معنے کو بیان کیا ہے۔ میرے خیال میں ان امور پر کافی روشنی پڑ جانے کے بعد یہ بات ٹھیک سمجھ میں آ جائیگی۔ کہ معترض نے کہاں تک اس معاملہ میں غور کیا ہے۔ (امر اول) امر اول کے متعلق کہ "رفع" کے کیا معنی ہیں۔ ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل۔

حوالہ اوّل۔ صراح صفحہ (۲۵۰)

(۱) رفع۔ برداشتن۔ خلاف وضع۔

(۲) " ۔ بر فع کردن کلمہ را۔

(۳) " ۔ نزدیک گردانیدن کسے را بہ کسے صلۃ بالی۔

امن ذٰلک قولھم رفعتہ الی السلطان رفعانًا

وقولہ تعالےٰ "فرش مرفوعۃ" ای مقربۃ لھم

و یقال نساء مقربات۔

(۴) " قصہ برداشتن بروالی صلۃ بعلی۔ رفیعہ قصہ کہ بردارند

(۵) " برداشتن غلہ درودہ و بخرمن گاہ آوردن ہذا ایام رفاع

(۶) " مبالغہ کردن ستور در رفتن و راندن۔ لازم و متعدی

(۷) رفیع۔ شریف۔

حوالہ نمبر دوم منتہی الارب جلد نمبر ا صفحہ ۱۷۶ مثل نمبر ۳ گذشتہ۔ رافع۔ کصاحب۔ (۱) رفع کنندہ کلمہ (۲) بردارندہ (۳) قریب گردانندہ (۴) بردارندہ قصہ بروالی (۵) نام

مسمی و ربیع صحابی است و بردارندہ و رسانندہ حدیث۔ ازاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔

اب بات بالکل صاف ہے کہ رفع کے معنے صلوں کے اختلاف سے بدل جاتے ہیں۔ جیسا کہ حوالجات سے عیاں ہے۔ نیز دوم علوم متعارفہ کا یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ جب ایک لفظ کثیر المعنی ہو۔ تو ایک معنی کو انہیں سے خاص کرنے کے وقت قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً لفظ "عین" ہے۔ جس کے بہت سے معانی ہیں۔ تو جب ایک معنی مثلاً چشمہ مراد لینا ہو۔ تو قرائن کو دیکھ کر معنی کرینگے۔ لیکن بحث ہذا میں تو علاوہ اسبات کے صلہ کے الگ الگ ہونے سے معانی تبدیل ہو رہے ہیں۔ تو اب آیت مبحوثہ عنہا میں ہمیں زیادہ تردد کی ضرورت ہی نہ رہی۔ کیونکہ آیت ممدوحہ میں رفع کا صلہ الیٰ واقع ہو رہا ہے۔ اسواسطے باتباع لغت ہم مجبور ہیں۔ کہ اس کے معنے صرف قربت کے کریں نہ اَور۔ نہ معلوم یہ قاعدہ معترض نے کہاں سے اخذ کیا ہے۔ اور کیا اس میں فلاسفی بھری ہے۔ کہ ضمیر کا مرجع جسم مع الروح ہے۔ تو ضرور یہی نتیجہ ہو گا۔ کہ وہ مع جسم مرفوع ہو گئے۔ لغت۔ اہل زبان کے محاورے۔ خواہ کچھ کہیں۔ لیکن ان کو اپنے قاعدہ سے کام۔ افسوس!

یہ امر بے جا ہو گا۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ اچھا بطور تنزل چند منٹ کے لئے ہم صلہ الی کا کچھ خیال نہیں کرتے۔ اور قاعدہ معترض ہی مان لیتے ہیں۔ لیکن کیا سیاق سباق آیت کا اس میں کچھ مدد دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ "رفعہ اللہ" قولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کے جواب میں واقع ہے۔ اور اس سے پہلا فقرہ ماقتلوہ یقیناً ہے۔ جو جواب ملا ہے تفصیل اس اجمال کی یُوں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اوّلاً قول یہود بیان فرماتے ہیں پھر اس کا جواب دیتے ہیں۔ بطور مکالمہ نیچے درج کرتا ہوں تاکہ سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

قول یہود - ہم نے مسیح عیسیٰ ابن مریم کو جو "رسول اللہ" بنتا تھا۔ (یعنی حقیقت میں نہیں ہے) قتل کر دیا۔ اس قول سے فائدہ یا نتیجہ یہ حاصل ہُوا۔ کہ ہم نے بروئے توریت اس کے دعوی رسالت کو کاذب ثابت کر دیا۔ کیونکہ توریت جو مسلمہ فریقین ہے۔ اسمیں لکھا ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاویگا دیکھو کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۲۰۔ صفحہ ۲۲۵ (نوٹ) یہ بھی خیال رہے کہ (۱) سچے نبی کی نشانی بروئے توریت یہ نہیں ہے۔ کہ وہ آسمان پر اُٹھایا جاوے۔ اور جواب وہی معقول ہوتا ہے۔ جو مسلمات فریقین میں سے ہو۔ ہاں عدم قتل نبی۔ البتہ اس کی صداقت کا نشان ہے (۲) یہ کہ یہود کا اعتراض جسم مسیح کے ساتھ کچھ تعلق نہیں رکھتا کیونکہ بروئے توریت قتل نبی۔ کذب نبی اور عدم قتل۔ صدق ہے۔ اور کذب اور صدق امور رُوحانی ہیں۔

جواب - وہ مقتول نہیں ہُوا۔ بلکہ خدا نے اس کو بچا لیا جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ اس کا صدق ثابت ہے۔ اب اگر ہم حسب قاعدہ مبینہ بالا یہی معنے کریں کہ خدا نے اس کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ تو توریت مقدس کے نزدیک تو حضرت مسیح صادق نہ ٹھہر سکے۔ اور یہی مدعا تھا۔ کیونکہ معترض یہود ہیں۔ جو توریت کے پیرو ہیں۔ کیا ہمیں کوئی آدمی وہ بات منوا سکتا ہے۔ جو خلاف قرآن ہو۔ پس اگر یہ قاعدہ صحیح ہے۔ کہ جواب سوال کے مطابق ہو۔ تو پھر ہم مجبور ہیں کہ یہی معنے کریں۔ جو قربت والے ہوں۔ نہ دوسرے۔ اگر یہ سوال ہو۔ کہ جب آسمان پر گیا تو بھی عدم قتل تو صادق ہے۔ اور یہی مدعا ہے۔ بے شک یہ تو مدعا ہے۔ لیکن (۱) تو توریت کے متبعین کے لئے یہ جواب کافی ہیں (۲) یہ پھر ثابت کرنا ہو گا۔ کہ کس کے سامنے گئے وغیرہ وغیرہ۔

ساتھ ہی یہ بھی عرض ہے۔ کہ آیت ممدوحہ سے اتنا تو ٹھیک ثابت ہُوا۔ کہ جناب مسیح ؑ اسوقت مقتول ہونے سے بچ گئے۔ لیکن یہ ثابت کرنا ایک دیوانگی ہے۔ کہ وہ اب تک زندہ ہیں۔ کیونکہ اس کے برخلاف تقریباً تیس ایسی آیات کلام مجید میں موجود ہیں۔ جو وفات مسیح ؑ کو ثابت کر رہی ہیں۔ پس یہ بات بالکل قرین قیاس ہے۔ کہ ہم قرآن کریم کے ایسے معنے ہرگز نہ کریں۔ جس سے ثابت ہو کہ قرآن میں اختلاف ہے۔ اگر ایسا ہو گا۔ تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قرآن معاذ اللہ کلام خدا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے افلا یتدبرون القرآن۔ ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً۔ قرآن میں تدبر نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ اس میں اختلاف نظر آئے گا۔ جو

اسبات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ کہ یہ قرآن منجانب اللہ نہیں ہے۔ حالانکہ حقیقت میں یوں نہیں ہے۔ بلکہ اختلاف عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ چونکہ وفات مسیح ایک الگ مبحث ہے۔ اس لئے ہم ان آیات کو یہاں لکھ کر مضمون کو طویل نہیں کرنا چاہتے۔ بطور خلاصہ (نمبر ا و ۲) حسب ذیل ہے۔

(۱) رفع کے معنے اٹھانا ہیں ؛

(۲) یہ معنے اختلاف صلہ جات کے بدل جاتے ہیں۔

(۳) موجودہ آیت سجو نہ عنہا میں جسمانی اٹھانا مراد نہیں بلکہ عزت اور قربت اللہ ہیں۔ بوجوہ ذیل :-

(ا) آیت میں صلہ الیٰ ہے۔

(ب) جواب مطابق توریت نہیں رہتا ہے۔ جو عین مدعا ہے کیونکہ معترضین یہود ہیں ؛

(ج)۔ قرآن میں اختلاف ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ یوں نہیں ہے ؛

(نوٹ) جب رفع کے معنے ہی حسب بیان معترض نہ رہے تو اب آسمان کا سوال خودبخود ہی حل ہو گیا۔ بااین خدا کو آسمان سے کوئی خصوصیت نہیں۔ وھو منکم اینما کنتم وغیرہ آیات ملاحظہ ہوں ؛

امر سوم۔ یہ تھا کہ قرآن کریم کا محاورہ کیا ہے۔ سو اس کے متعلق فہرست آیات مع تشریحی نوٹ پیش خدمت ہے۔ ناظرین خود فیصلہ کریں۔ قرآن کریم میں غالباً ۲۵ بار لفظ رفع آیا ہے۔ لیکن ایسی کوئی آیت نہیں ہے۔ جس سے رفع مزعومہ کا سوال حل ہو

فہرست آیات

(نوٹ) اوپر آیت کا نمبر ہے۔ اور نیچے پارہ کا۔ اور یہ نمبر شمار سورتوں کے حساب سے ہے ؛

(۱) واذا خذ نا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور۔ خذو ما اتینا کم بقوۃ ...... ثم تولیتم۔ بقرہ ۶۳/۱ رفعت متعلق جسم

(۲) واذ اخذ نا میثاقکم ورفعنا فوقکم الطور۔ خذو ما اتینا کم بقوۃ (قالو سمعنا و عصینا) بقرہ ۸۷/۱ رفعت متعلق جسم

(۳) واذ یرفع ابراہیم القواعد من البیت و اسمٰعیل۔ بقرہ ۱۲۱/۱ رفعت متعلق جسم۔

(۴) تلک الرسل فضلنا بعضھم علیٰ بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجٰت۔ بقرہ ۲۵۴/۳ لفظاً رفعت درجہ

(۵) یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ۔ آل عمران ۵۵/۳ رفعت درجہ

(۶) وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ۔ النساء ۱۵۸/۶ " "

(۷) ورفعنا فوقھم الطور بمیثاقھم ..... (فبظلم من الذین ھادوا حرمنا علیھم طیبٰت) النساء ۱۵۳/۶ رفعت متعلق جسم

(۸) ھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجٰت۔ انعام ۱۶۵/۸۔ لفظاً رفعت درجہ

(۹) ولو شئنا لرفعناہ بھا ولکنہ اخلد الی الارض واتبع ھواہ۔ اعراف ۱۷۵/۹۔ رفعت مرتبہ

(۱۰) نرفع درجٰت من نشاء وفوق کل ذی علم علیم یوسف ۷۶/۱۳۔ لفظاً رفعت مرتبہ۔

(۱۱) ورفع ابویہ علی العرش وخروا لہ سجداً۔ یوسف ۱۰۰/۱۳ رفعت درجہ بالا۔

(۱۲) اللہ الذی رفع السمٰوٰت بغیر عمد ترونھا۔ رعد ۲/۱۳ رفعت سماوی۔

(۱۳) واذکر فی الکتاب ادریس وانہ کان صدیقاً نبیاً ورفعناہ مکاناً علیاً۔ مریم ۵۷/۱۶۔ رفعت درجہ۔

(۱۴) فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال۔ نور ۳۶/۱۸ بالا رفعت مرتبہ

(۱۵) الیہ یصعد الکلم الطیب والعمل الصالح یرفعہ

(۱۶) لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی حجرات ۲/۲۶ بالا رفعت درجہ

(۱۷) والسماء رفعھا ووضع المیزان۔ رحمٰن ۷/۲۷ رفعت سماوی

(۱۸) خافضۃ رافعۃ۔ واقعہ ۳/۲۷۔ رفعت درجہ

(۱۹) فرش مرفوعۃ (انا انشانٰھن انشاءً فجعلنٰھن ابکاراً) واقعہ ۳۴/۲۷۔ رفعت درجہ

(۲۰) یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ مجادلہ ۱۱/۲۸۔ لفظاً رفعت درجہ

(۲۱) رفع سمکھا فسوٰھا۔ والنازعات ۲۸/۳۰ رفعت سماوی

(۲۲) فی صحف مکرمۃ ٭ مرفوعۃ مطھرۃ عبس ۱۴/۳۰ رفعت درجہ۔

(۲۳) فیھا سرر مرفوعۃ۔ الغاشیہ ۱۳/۳۰ رفعت درجہ

(۲۴) الی السماء کیف رفعت " ۱۸/۳۰۔ رفعت سماوی

(۲۵) ورفعنا لک ذکرک۔ انشراح۔ رفعت ذکر و رتبہ

تشریحی نوٹ حسب ذیل ہیں۔ آیت نمبر ۱-۲-۷ میں رفعنا سے یہ مراد نہیں کہ ہم نے پہاڑ کو زمین سے اٹھا کر تمہارے اوپر کر دیا۔ جیسے بادل یا چھت سر کے اوپر ہوتا ہے (جیسا کہ مشہور ہے کہ فرشتہ نے پہاڑ کو مٹھی میں پکڑ بنی اسرائیل کے سر پر اٹھا رکھا۔ اور بنی اسرائیل کو دھمکایا کہ مانو ورنہ ابھی پہاڑ تم پر گراتا ہوں) بلکہ مراد صرف یہ ہے۔ کہ ہم نے کوہ طور کے نیچے تم سے عہد لیا۔ قرائن حسب ذیل ہیں۔

آیت نمبر ۷ کے بعد قریب ہی خدا فرماتا ہے کہ یہود کی نافرمانیوں کے عوض میں بطور سزا ہم نے طیبات کو ان پر حرام کر دیا۔ اب چاہیئے یہ تھا کہ نہ ماننے کی صورت میں پہاڑ ان پر گرتا کیونکہ وہ اسی غرض کے لئے ان کے سر پر اٹھایا گیا تھا۔ جیسے کہ اوپر بیان ہوا۔ نہ کہ طیبات حرام کر دئے جاتے۔ اصل بات یہ ہے کہ دستور ہے۔ کہ بعض موقعہ پر ایک بات یاد دلانے کے واسطے دیگر امور متعلقہ بھی بیان کر دئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی یہاں بھی ظہور میں آیا۔ دوسرا یہ کہ متبرک جگہ کے پاس اقرار اس لئے لیا جاتا ہے۔ کہ عموماً طبائع اس کو پختہ سمجھتی ہیں۔ جیسا کہ مسجد میں اقرار لینا تو جب کسی مسجد کے پاس اقرار لیا جاوے۔ اور وہ اسپر کاربند نہ رہے۔ تو عموماً یہ کہا جاتا ہے۔ کہ واہ صاحب مسجد میں عہد کیا۔ اور پھر اسپر قائم نہ رہے۔ کوہ طور چونکہ یہود کے نزدیک متبرک جگہ تھی۔ اس لئے ان کو شرمندہ کرنے کے لئے طور کا ذکر کر دیا۔ کہ کوہ طور کا خیال بھی نہ کیا۔ اور عہد بھلا دیا ؛

(۲) عربی زبان کے محاورہ میں جب اسی قسم کا فقرہ آوے تو مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم نے پہاڑ کے نیچے یا اوپر کام کیا۔ چنانچہ حدیث ہجرت نبوی میں ہے۔ کہ رفعت لنا الجبل یعنے ہمارے سامنے پہاڑ آ گیا۔ اور ہم وہاں سے گذرے اوپر سے یا نیچے سے۔ بہر حال یہ مراد نہیں۔ کہ پہاڑ ہمارے اوپر اٹھایا گیا۔ آیت میں چونکہ فوق کا لفظ موجود ہے اس واسطے تحت متعین ہو گیا ؛

(۳) توریت میں جہاں یہ ذکر ہے۔ وہاں یہ الفاظ ہیں۔ بنی اسرائیل نے کوہ کے آگے خیمے کھڑے کئے۔ یہ سارا ذکر کتاب خروج باب ۱۹ میں ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں رفعت مزعومہ معترض کا کچھ ذکر

لہ رفعت مزعومہ مراد یہ ہے کہ ایک چیز کو اٹھا کر اسے اوپر لے جانا ؛

نہیں۔ بلکہ صرف یہ کہ پہاڑ کے نیچے عہد لیا گیا۔

وجوہات ۹۔ (۱) سیاق سباق آیت سے ایسا ہی مفہوم ہوتا ہے (۲) محاورہ عرب کے برخلاف ہے (۳) توریت کے ذکر میں یوں نہیں ہے۔ .. ..

.. .. آیات نمبر ۴ - ۸ - ۱۰ - ۲۰ میں رفعت درجہ مراد ہے۔ چنانچہ آیات میں لفظ درجہ صراحتاً مذکور ہے۔ آیات نمبر ۱۱ - ۱۴ - ۱۶ - ۲۵ میں علی الترتیب انفذ عرش ۔ اسم ۔ صوت ۔ ذکر بیان کر کے مال رفعت مرتبہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ آیت نمبر ۱۱ میں خروا سجداً واقع ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ وہ تعظیم بجالاتے ہیں۔ ایسا ہی آیت نمبر ۱۴ رفع اسم سے مراد انہا رفعت مرتبہ ہی ہے۔ کیونکہ یہ تو بداہتاً باطل ہے۔ کہ زور سے اللہ اللہ پکارنا مراد ہووے۔ آیت نمبر ۱۶ بالکل صاف ہے۔ عرب کو آداب مجلس سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ مودب بیٹھو۔ اور نبی کی آواز سنو۔ آیت نمبر ۲۵ میں تو لفظ ذکر نے ذکر کے مطلب کو اور بھی واضح کر دیا گیا ہے۔ آیت نمبر ۱۲ - ۱۷ - ۲۱ - ۲۳ میں رفعت مکان کا ذکر ہے۔

آیت نمبر ۱۸ میں رافعت سے مراد رافع درجات ہے۔ قرینہ اس پر ایسا آیۃ ہے۔ جو یہ ہے۔ وکنتم ازواجاً ثلاثۃ۔ یہ تین گروہ بلحاظ درجہ ہی ہیں۔ جو بالکل عیان امر ہے آیت نمبر ۱۹ میں فرش سے مراد عورتیں ہیں۔ جیسا کہ انا انشانٰھن انشاءً سے ظاہر ہے۔ پس مرفوعہ سے بہر حال مکرمہ مراد ہے نہ کچھ اور۔ آیت نمبر ۲۲ میں مرفوعہ سے مراد مکرمہ ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے۔ آیت نمبر ۲۴ میں ادنیٰ تامل سے صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ یہاں باعزت نشستگاہیں مراد ہیں۔ کیونکہ تخت زمین کے ساتھ چسپاں تو ہوا ہی نہیں کرتے اور زمین سے اوپر اٹھائے ہوئے مراد رکھنا ایک مضحکہ ہے پس یہاں خاصکر مرفوعہ کے لفظ سے موصوف کرنا بجز معزز کے اور کوئی مفہوم نہیں رکھتا۔ آیت نمبر ۹ جس کا صلہ بھی ہے اس میں بھی رفعت درجہ ہی مراد ہے۔ قرینہ۔ اخلد الی الارض واتبع ھواہ ہے۔ اصل میں اس آیت نے ایک محقق کے واسطے معاملہ بالکل صاف کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ بات جو معترض نے وجہ اعتراض میں بیان کی ہے۔ یہاں پر بھی پائی جاتی ہے۔ یعنی (۱) رفع کا لفظ (۲) ضمیر راجع بسوئے شخص جو کہ ضرور جسم مع الروح ہے۔ لیکن کوئی بھی یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس شخص کا رفع جسمانی متصور تھا۔ بلکہ اس بات کو ذہن میں کوئی لاتا ہی نہیں۔ تمام مفسرین بالاتفاق رفعت مرتبہ ہی مراد لیتے ہیں۔ تو کیوں نہ کہا جاوے۔ کہ قاعدہ ہی غلط ہے۔ آیت نمبر ۱۳ میں بھی ظاہراً رفع جسمانی کا دھوکہ لگ سکتا ہے۔ کیونکہ یہاں بھی رفع کا لفظ اور پھر مرجع جسم انسان مع الروح اور ساتھ ہی مکان کا لفظ موجود ہے۔ یہ ٹھیک ہو کہ صرف ایک سرسری نگاہ ڈالنے والے کو لگ سکتا ہے۔ غور سے سنئے (۱) بالکل یہی نظام عبارت ہے۔ آیت نمبر ۹ کا۔ لیکن وہاں مراد رفعت ہے نہ کچھ اور تو یہاں کیوں خلاف محاورہ معنے کئے جاویں (۲) یہ کہ نہ قرآن میں اور نہ کتب سابقہ میں یہ امر مذکور ہے۔ کہ جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا موجب عزت ہے۔ پس وہ کونسی وجہ ہے۔ جو ہم کو مجبور کرے۔ کہ ہم یہ معنے کریں (۳) عقلاً بھی یہی ثابت ہے۔ کیونکہ بہت سے انسان ایسے گذرے ہیں کہ جن کے اجسام دنیا میں نہایت بے عزت کئے گئے لیکن وہ اسی طرح معزز ہیں۔ جیسے اور معزز ہیں۔ انسان کا معزز ہونا اس کے کاموں کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کسی اور وجہ سے۔ دور کیوں جاؤ۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا معاملہ ہی دیکھو۔ کہ آپ کا جسم مطہر کس طرح گھوڑوں کے پاؤں کے نیچے روندا گیا۔ اور اس کی بے حرمتی کی گئی۔ لیکن کیا وہ معزز نہیں۔ ہیں اور ضرور ہیں۔ پس اس امر کو خوب سوچو یہ امر نہایت سوچنے کے قابل ہے۔ کہ عربی زبان میں رفع کا لفظ جب انسان کے لئے مستعمل ہو تو عزت کے لئے عموماً استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک یہ آیت ہے۔ جس میں شرک کے متعلق مثال دی ہے۔ دیکھو آیت ۳۲ سورہ حج پارہ ۱۷

ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ غور طلب بیان خر من السماء ہے۔ یعنی مشرک ایسا ہے۔ جیسا کہ وہ شخص جو بلندی سے گرا۔ اب اس کے مقابل آیت نمبر ۹ رکھیں۔ اس میں ہے اگر ہم چاہتے۔ تو اس کو اٹھاتے۔ تو صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ یہاں اٹھانا گرانا سب روحانی امور ہیں جسمانی امور کو ان سے تعلق نہیں۔ ساتھ ہی ایک حدیث بھی دیکھ لو۔ متواضع کو بشارت ملتی ہے۔ کہ جو خدا کے لئے تواضع کرے۔ وہ ساتویں آسمان پر مرفوع ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں اسلام روحانیت کے متعلق بذاتہ تعلق رکھتا ہے جسمانیت کا کہیں ذکر ہے۔ تو بالتبع آیت ۵ - ۶ میں چونکہ صلہ الیٰ ہے اس لئے حسب محاورہ عرب رفعت مرتبہ ہی مراد ہیں۔ نہ کچھ اور۔ اب بطور خلاصہ یہ ہوا:۔

کہ ۱۶ - آیات میں تو رفعت درجہ مراد ہے۔ کچھ آیات میں لفظاً اور بعض میں مالاً۔ اور ۴ آیات میں جسم کے متعلق رفعت کا ذکر ہے۔ اور چار میں رفعت سماء کا ذکر ہے۔ اور ۲ میں اخوت کلمہ ہے۔ جو مالاً قربت درجہ ہی ہے۔

پس سارے مضمون کا خلاصہ یوں ہوا۔ کہ رفع کا لفظ جب الیٰ کے صلہ کے ساتھ مستعمل ہو۔ تو ضروری رفعت مرتبہ ہی مراد ہوتا ہے۔ لیکن جب صلہ الیٰ نہ بھی ہو۔ تو پھر قرآن کریم میں عموماً جہاں رفع کا تعلق انسان سے ہے۔ وہاں رفعت مرتبہ ہی مراد ہے۔ لا غیر۔ پس رفعہ اللہ سے یہ سمجھنا کہ جسمانی رفع ہوا۔ خلاف قرآن اور خلاف محاورہ اہل زبان اور خلاف عقل ہے۔ اور ایسے امر کو جو اتنے خلاف بیچ میں رکھتا ہو۔ اختیار کرنا عقل سے بہت بعید ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس مسئلہ کو غور سے دیکھیں گے۔ اور بصورت مفید ہونے کے اسے اختیار کرینگے۔

خاکسار محمد صدر الدین اورنیٹل ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کوہاٹ (سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ)

خون کی حناء

شعراء کی مجالس و تصنیفات میں نفیس تشبیہات نازک مزاجی یا شاعرانہ گپ بازی ؎

"شاید ہمارے خون کی مہدی لگا ئینگے"

وغیرہ ناظرین میں سے اکثر احباب نے سنی یا پڑھی ہوگی۔ اصل حقیقت تو جو کچھ بھی ہے۔ اس شاعرانہ ترنگ کے پڑھتے یا سنتے ہی سمجھی جاسکتی ہے۔ مگر الفاظ کا جوڑ توڑ بے شک قابل داد اور تشبیہہ کی نفاست لائق ستائش ضرور ہے۔ کیونکہ یہ بات کون نہیں جانتا۔ کہ اس مبالغہ آمیز گپ کے مطابق ہرگز کبھی کسی معشوق نے اپنے وفاکیش عاشق کے خون کو بطور حناء استعمال نہیں کیا۔ پس یہ جملہ ایک شاعرانہ گپ ہے جسے مبالغہ کی گرویدہ طبائع نہ صرف پسند کرتی ہیں۔ بلکہ اس کی دلدادہ و شیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر اس پر حیرت کو دوبالا کردینے والا ایک اور امر ہے۔ کہ ایسے خیالات نہ صرف عاشق مزاج توہم پرست انسانوں پر مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ بلکہ بعض مذاہب میں بھی اس قسم کی اوہام پرستی مدار نجات و بنا ایمان سمجھی جاتی ہے۔ ایسے مذاہب میں نمبر اول پر مسیحی مذہب ہے۔ چنانچہ اس کی مؤید و مصدق تازہ مثال ایڈیٹر "نور افشاں" کا وہ مضمون ہے۔ جو اس نے اپنی ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۱۹ء کی اشاعت میں "خون سے بچائے ہوئے" عنوان کے تحت لکھا ہے۔ کیونکہ جس طرح حناء کی بجائے کبھی کسی نے خون ہاتھ پر استعمال نہیں کیا۔ اسی طرح "خون" اور نجات یا "بچائے ہوئے" ہونا صرف ایک وہم ہی ہے نہیں۔ بلکہ ناممکن الوقوع و متضاد بیان ہے۔

یہ امر تمام بائبل خوان اصحاب پر روشن ہے۔ کہ خون از روئے کتاب مقدس ایک ناپاک چیز ہے۔ جسے کھانا جائز نہیں۔ بکروں اور مینڈھوں کا کھا لینا تو از روئے کتاب مقدس اور ایک جائز فعل ہے۔ مگر خون کو کھانا کہیں حلال نہیں لکھا ہے۔ بلکہ صاف لکھا ہے کہ خون ایک نجس چیز ہے جس کا کھانا ایک ممنوع امر ہے۔ یہ تو حیوانات کے خون کی نسبت ہم نے کتاب مقدس کا فتویٰ تحریر کیا ہے۔ اب ہم انسانی خون کا کچھ ذکر کرتے ہیں ؎

توریت شریف کے جاننے والوں پر روشن ہے۔ کہ احکام عشرہ میں کا ایک یہ حکم بھی ہے کہ "تو خون نہ کر۔" پھر اس کے علاوہ یہ کہ "اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کر۔"

حضرت مسیح نے آکر ان احکام کی یہاں تک تکمیل فرمائی کہ آپنے فرمایا۔ "جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے۔ وہ عدالت کی سزا کے لائق ہے۔"

ظاہر ہے۔ کہ انسان غصہ کی حالت میں قاتل بنکر خون کرتا ہے۔ اگر غصہ نہ ہو۔ اور کسی قسم کا لالچ جس کی ممانعت حکم نہم کے ضمن میں وارد ہو چکی ہے۔ نہ ہو تو قتل انسان کی صرف ایک اتفاقی صورت رہ جاتی ہے۔ جو ہرگز قابل مواخذہ نہیں۔ اب جائے غور ہے۔ کہ جس صورت میں از روئے کتاب مقدس خون کرنا تو بالائے طاق بے سبب پاگل کہنا بھی گناہ ہے۔ نامعلوم یہ انسانی خون سے نجات پانے والے کس قدر راستی پر ہیں۔ پس ایڈیٹر نور افشاں کا یہ لکھنا "اس حقیقت کے متعلق بیبل میں ایسے بیانات موجود ہیں۔ کہ کوئی بیبل کو خدا کا کلام قبول نہیں کرسکتا۔ بغیر اس یقین و ایمان کے کہ یہ خون بہانے کا نتیجہ ہے کہ ہم بچ گئے ہیں" اور پھر یہ کس کا خون تھا۔ اس کی نسبت کو فرماتے ہیں "گنہگاروں کی نجات خداوند یسوع مسیح کے کفارے پر جو اس نے موت کا مزہ چکھ کر گلوری پر اپنی بیش قیمت جان فدیہ میں دی۔ موقوف ہے۔"

پادری صاحب ہم حیران ہیں کہ باوجود اس امر کے کہ ہم کو آپ کی ساری بیبل تقریباً حفظ ہی ہے۔ ہم نے کہیں نہیں دیکھا۔ کہ انسانی قربانی از روئے کتاب مقدس جائز و مباح ہو۔ بلکہ برخلاف اس کے ہم کتاب مقدس میں انسانی قربانی (انسان کو مینڈھوں کی طرح ذبح کرکے قربانی کرنا) کے خلاف صریح احکام و آیات پاتے ہیں۔ چنانچہ احبار ۱۸/۲۱ میں صاف فرمایا ہے کہ "تو اپنے بیٹوں کو مولک کے لئے مت گذران" اور بھی دیکھو استثنا ۱۲/۳۱

پھر آپ کو معلوم ہو کہ آخز بن یوتام کی منجملہ بدکاریوں میں سے ایک یہ بھی فرمائی ہے۔ کہ اس نے اپنے بیٹے کو آگ پر قربان کیا۔ دیکھو سلا ۲ ۱۶/۳ اسی طرح منسی بن حزقیاہ کی بدکاری آتی ہے دیکھو سلا ۲ ۲۱/۶۔ علاوہ ازیں ایک اور گروہ کی برائی کا ذکر آتا ہے۔ کیونکہ وہ بھی اپنے بیٹوں کی قربانی دیا کرتے تھے۔ سلا ۲

باوجود ان تمثیلی وعید کے اگر اب بھی کوئی انسانی قربانی کو ایک سنجیدہ فعل قرار دینے پر مصر ہے۔ تو اہل حق جان لینگے کہ وہ دراصل بیبل کا مکذب و مبطل ہے۔

شاید کوئی یہ کہے۔ کہ مذکورہ بالا مقامات میں مولک اور دیگر معبودان باطلہ کے لئے اپنے بیٹوں کی قربانی ایک مذہب کا فعل ہے۔ لیکن خداوند خدا کے لئے بیٹے کو قربان کرنا یا انسان کا قربان ہونا نہایت اعلیٰ یا بالفاظ ایڈیٹر صاحب نور افشاں "خدا کے فضل کو ظاہر کرنیوالا مسئلہ" ہے۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں۔ کہ توریت کتاب پیدائش کے ۲۲ باب کا واقعہ یاد کرو۔ باوجود اس امر کے کہ بوڑھے ابراہام کو خود خدا نے اپنے بیٹے کے ذبح و قربان کرنے کے واسطے حکم فرمایا تھا مگر پھر کس طرح خود ہی حکم فرما کر اس امر سے باز رکھا۔ کیا اس سے صاف یہی نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔ کہ انسان کی قربانی خداوند خدا کے نزدیک ایک حرام فعل ہے۔ جیسا کہ مابعد کا قانون نیز اس پر شاہد ہے۔ اور ابراہام کے واقعہ کے بعد نازل ہونیوالی کتاب توریت اس کی تائید و تصدیق فرماتی ہے۔

پادری صاحب یسعیاہ باب ۵۳ کو آپ مسیح پر چسپاں نہ کریں۔ کیونکہ لوٹ کا مال مسیح نے زورآوروں کے ساتھ ہرگز نہیں بانٹا۔ دودھ اور شہد آپ کو میسر نہیں آیا۔ پھر یہ پیشگوئی مسیح کے حق میں ہرگز نہیں۔ اور ہم کہہ سکتے۔ کہ ذکریا اور یوحنا پر یہ پیشگوئی مسیح سے زیادہ چسپاں کی جاسکتی ہے ؎

اس کے بعد پادری صاحب کا یہ فرمانا صحیح نہیں ہے۔ کہ "بلاشک یہ کفارے کا مسئلہ خدا کے فضل کی عظمت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ خداوند یسوع مسیح کی بہادری اور دلی محبت کو بخوبی روشن کرتا ہے۔ اسی سے وہ نبیوں اور استادوں۔ ریفارمروں اور دینی پیشواؤں سے بڑا ہے۔ اس بڑے فعل کے سبب سے وہ نجات دہندہ ٹھہرتا ہے۔ وہ دوسروں کے لئے خود مؤا۔ تاکہ وہ موت سے رہائی حاصل کرے۔"

پادری صاحب! کیا آپ سچ فرماتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کی یہ بہادری تھی۔ کیا آپنے بہادرانہ طریق پر صلیب کو قبول کیا تھا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح نے خود فرمایا ہے۔ کہ "ابن آدم تو جیسا اس کے حق میں لکھا ہے جاتا ہی ہے۔ مگر افسوس اس پر جس کے وسیلے ابن آدم

پکڑوا دیا جاتا اگر وہ آدمی پیدا ہی نہ ہوتا۔ تو اس کے حق میں اچھا تھا۔ ایسے آدمی کے لئے یہ بہتر ہے۔ اس کے گلے میں چکی کا پاٹ لٹکا کر دریا میں اس کو غرق کر دیا جاوے" پادری صاحب فرمائیے۔ یہودا اسکریوطی آپکے نزدیک قابل مواخذہ ہے یا نہیں آپکے مذہبی نقطۂ خیال سے تو وہ ثواب اور اجر جزیل کا مستحق ہے کیونکہ نجات کے راستہ کو کھولنے میں اس نے ایک حد تک بہت بڑی مدد کی۔ لیکن نامعلوم آپکے خداوند کے نزدیک کیوں وہ قابل سزا ہے۔ پھر یہود جنہوں نے آپکے خداوند کو مصلوب کیا تھا وہ کیوں جہنمی ہیں آپ کی تحریر سے تو یہ پایا جاتا ہے۔ کہ یہودی دراصل بڑی تحسین و آفرین کے حقدار ہیں۔ کیونکہ اگر وہ خداوند کو مصلوب نہ کرتے تو نجات کا راستہ ہرگز نہ کھلتا واویلا ایسی مضمون نویسی پر۔ یہودی بسبب خون ناحق کے مغضوب و مقہور ہیں۔ اور پھر خون بھی ایک نبی ایک راستباز انسان کا کیا۔ اس لئے سب سے بڑے گنہگار ہیں۔ پادری صاحب! دلیری تو تب سمجھی جاتی جبکہ مسیح یسوع خود بخود یہود سے استدعا کرتے کہ مجھے مصلوب کر دو اگر تم ایسا نہ کرو گے تو نجات کا راستہ ہمیشہ مسدود رہیگا۔ مگر کیا ہم نہیں دیکھتے کہ اسی واقعہ ہائلہ کے غم پر مسیح کا پسینہ خون کی بوندیں ہو کر گرتا تھا لوقا ۲۲/۴۴ پھر کیا گتسمنی والی دعا آپنے اسقدر جلد فراموش کر دی اے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جاوے وغیرہ متی ۲۶/۳۹ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ بقول یوحنا انجیل نویس کے مسیح نے متعدد بار یہود کے حملہ سے اپنے آپکو دیگر عام ذرائع سے کام لیکر بچایا تھا یوحنا ۸/۵۹ وغیرہ کیا مسیح کی ساری زندگی بھر میں آپ کوئی ایک واقعہ ایسا بتا سکتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو۔ کہ مسیح نے علانیہ طور پر اپنے آپ کو یہود کے حوالے کر دیا تا اسے مصلوب کر دیا جاوے ٭

اس کے بعد پادری صاحب ایک مثال تحریر فرما کر اپنے مدعا کو یوں ثابت کرتے ہیں کہ "لڑائی کے دنوں ایسی خونریزی ہوئی جس کا بیان احاطۂ تحریر سے باہر ہے اگر ہمارے نمک حلال سپاہی نہ مرتے تو ضرور تمام دنیا کے لوگ لاکھوں اور کروڑوں مارے جلتے اور دشمن من مانی خوشیاں کرتا لیکن اب جبکہ تمام جان نثار سپاہی مارے گئے اور ہم بخوشی اپنے ملک میں بیٹھے ہیں اسی طرح نجات کے حاصل کرنے کیلئے نجات دہندہ نے خود اپنی جان دی اور اب ہماری جانیں بچ جاتی ہیں" الخ

پادری صاحب! افسوس! صد افسوس! آپنے کیسی غلط اور بے طرح مثال پیش کی۔ حضرت آپکو معلوم ہو۔ کہ ہر چھوٹی جنس بڑی جنس پر نثار ہوتی ہے۔ فرمائیے تو جناب والا سپاہی کس پر سے قربان ہوتے ہیں ظاہر ہے۔ کہ ایک کپتان پر نثار ہوتے ہیں اور کپتان ایک کرنل پر اسی طرح کرنل جرنیل کمانڈر انچیف پر اور پھر یہ سب چھوٹی ہستی والے بادشاہ سلامت پر قربان ہوتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ہر چھوٹی جنس بڑی جنس پر قربان ہوتی ہے آپنے صدہا بار مچھلی بٹیر مرغ بکرے کا گوشت کھایا ہوگا دیکھئے یہ چھوٹی ہستیاں آپ کی بڑی ہستی کے لئے قربان ہوتی ہیں مگر آپ کبھی ایک تیتر یا بٹیر حتیٰ کہ مینڈھے کے لئے بھی قربان نہیں کئے جا سکتے۔ پس صاف ثابت ہو گیا۔ کہ بڑی ہستی پر چھوٹی ہستی قربان ہوا کرتی ہے یہی قانون قدرت ہے جسے ہم ہر روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں لہذا اب آپ خود سوچ لیں۔ اگر یسوع مسیح آپسے چھوٹی ہستی تھی تو بے شک آپ پر قربان ہوئی ہوگی۔ لیکن اگر آپ اس موقعہ پر ع

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

کے فقرہ کو یاد کریں تو پھر خود سمجھ لیویں کہ آپ کی مثال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے جو ہرگز اس حالی کے موافق نہیں۔ ہاں پادری صاحب اس سوال کا بھی ضرور جواب دیویں آپ انجیل کی یہ آیت جو نقل فرماتے ہیں "خدا نے جہان سے ایسا پیار کیا" الخ تو فرمائیے جناب والا خود باپ نے فدیہ ہونے کے لئے کیوں تجسم اختیار نہ کیا کیوں "اکلوتا بیٹا بخشا" دیکھئے صاحب باپ نہیں پر بیٹا قربان ہو رہا ہے۔ چھوٹی ہستی قربان ہوتی ہے اور نیز باپ کے عدم تجسم کی مشکل کو ذرا تثلیث کو مدنظر رکھتے ہوئے آئندہ حل فرما کر ممنون کریں ٭ عبد الخالق

"امیر یا خلیفہ"

احمدی احباب اس بات سے خوب واقف ہیں کہ بنائے اختلاف جس کے باعث مولوی محمد علی صاحب جماعت احمدیہ سے علیحدہ ہوئے یہی تھی۔ کہ وہ خلافت کے قائل نہیں تھے اور باقی جماعت خلافت کی قائل تھی۔ دیگر اختلاف تمام اس کے بعد پیدا ہوئے ہیں خلافت کا وجود مولوی صاحب کے نزدیک سلسلہ احمدیہ میں قطعاً نہ تھا۔ مولنا نور الدین اعظم (خلیفۃ المسیح اول) کی خلافت پہلی غلطی تھی جو جماعت احمدیہ سے سرزد ہوئی۔ اس لئے مولوی محمد علی صاحب نے اپنے لئے "امیر" یا "پریذیڈنٹ" کا نام تجویز کیا۔ مگر آپ یہ سنکر یقیناً حیران نہیں ہونگے اگر میں یہ کہوں کہ مولوی صاحب کا سلسلہ احمدیہ میں خلافت سے انکار کسی نص کی بنا پر نہ تھا بلکہ ایک زبردست حریف کے خوف سے تھا کہ مبادا وہ کامیاب ہو جائے جس کے کامیاب ہونے کا ان کو یقین تھا۔ اگرچہ اس حریف نے ان کے مقابلہ میں کبھی ادعاء خلافت نہیں کیا۔ مگر یہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ جماعت خلیفہ اسی کو بنائیگی۔ کیونکہ وہ اپنی گوناگوں قابلیتوں سے جماعت کا مطمح نظر ہو رہا ہے۔ لیکن اب مولوی صاحب نے پہلو بدلا ہے اور وجود خلافت کا انکار چھوڑ دیا ہے چنانچہ "امیر اور خلیفہ" کو ایک ہی قرار دینے کے لئے امیر یا خلیفہ کو ایک ہی بات قرار دیتے ہیں۔ کیا اس امیر یا خلیفہ کے پردہ میں مولوی صاحب کی کوئی غرض تو پوشیدہ نہیں کہ اب امیری کے درجہ سے ترقی پا کر خلافت کے مرتبہ پر فائز ہونا چاہتے ہیں ٭ احمدی

مولوی کنجی مالاباری کے مفتریات

مولوی کنجی مالاباری کے بعض خطوط اور اس کی طرف سے وہ فہرستیں ان لوگوں کے اسمار کی شائع ہوئی ہیں جن کے متعلق ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے فسخ بیعت کی ہے اس کا مفصل اور پوست کندہ جواب ہمارے عزیز دوست شیخ محمود احمد بن شیخ یعقوب علی صاحب لکھ رہے ہیں جو کہ مالابار میں مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کے ہمراہ گئے تھے۔ علاوہ کنجی کے جواب کے ماسٹر صادق علی صاحب کی "مہذبانہ" تحریر کا بھی جواب آپ [illegible] لکھیں گے۔ جس سے انشاءاللہ حقیقت آشکارا ہو جائیگی ٭

ممالک غیر کی خبریں

کوائف روس

(لنڈن - ۱۳۰ - اکتوبر) لنڈن میں ایک معتبر بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں جنرل ڈینکن وجوڈینچ اور ایڈمرل کولچک کے متعلق بالشویک بے تار کی برقی خبروں سے ناکامی کی جو افواہیں مشہور کی گئی ہیں ان کی بزور تردید کی گئی ہے۔ یہ بیان مظہر ہے کہ جنرل ڈینکن کی پیشقدمی جاری ہے اور جنرل جوڈینچ کی سپاہ ایسے خط مصاف پر قابض ہے کہ جہاں سے پیٹروگراڈ پر فوراً حملہ ہو سکتا ہے صیغہ جنگ سے سرکاری اطلاع شائع ہوئی ہے کہ ۲۹ اکتوبر کو شمال مغربی روسی فوج پر بالشویک سپاہ نے سخت حملہ کیا۔ لیکن سفید سپاہ نے بالشویکوں کو پسپا کر دیا ؛

جرمن جہازوں کی غرقابی

(پیرس - ۳۱ - اکتوبر) خیال کیا جاتا ہے کہ سکاپا فلو میں جرمن بیڑے کی غرقابی کی ذمہ داری کا اصول برطانیہ نے تسلیم کر لیا ہے۔ اور اس امر پر رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ کہ فرانس کے جنگی جہازوں کے نقصان کی تلافی ہونی چاہیئے۔ کونسل عظمے نے فیصلہ کیا ہے کہ اس نقصان کی ذمہ داری گورنمنٹ جرمن پر ہے نہ کہ افسران پر ؛

شرائط التوائے جنگ کی ذمہ داریاں

(پیرس - ۳۱ - اکتوبر) سپریم کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ جرمنی کے کمائندوں کو پیرس ضرور حاضر ہو کر ایک اقرار نامے پر دستخط کرنے چاہئیں۔ اور التوائے جنگ کی شرائط کو پورا کرنے کی ضمانت دینی چاہیئے ؛

جرمن مطالبات اور شرائط

(برلن - ۳۱ - اکتوبر) جرمنی کا ایک نوٹ اتحادی طاقتوں کے نام آیا ہے۔ جس میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ بالٹک کی ناکہ بندی کو موقوف کیا جائے۔ اور دارالا دور لہ اثر میں جو ہمارے جہاز روک لئے گئے ہیں انکو واپس آنے کی اجازت دی جائے۔ ایک دوسرے نوٹ

میں بالشویکوں کی گوشمالی کے لئے طاقتوں کے ساتھ شرکت عمل پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ لیکن یہ امداد محض مساوات کی بنیاد پر دی جا سکتی ہے جرمن خیال کرتے ہیں کہ بالشویکوں کو فاقہ سے مارنے کے لئے ناکہ بندی کرنی ٹھیک نہیں ہے۔ جرمنی میں نیم سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام جرمن فوج جو یکم نومبر تک صوبجات بالٹک سے واپس نہیں آئی انکو مفرور فوج قرار دیا جائے گا ؛

صلحنامہ کی تصدیق

(ٹوکیو - ۳۱ - اکتوبر) جاپان نے صلحنامے کی تصدیق کر دی ہے ؛

شاہ ایران قصر بکنگھم میں

(لنڈن - ۳۱ - اکتوبر) شاہ ایران آج دوپہر کو پیرس سے ڈوور میں تشریف لائے۔ جہاں پرنس البرٹ اور دیگر معززین نے اُن کا خیر مقدم کیا۔ اور خاص گاڑی میں لنڈن کو روانہ ہوئے۔ وکٹوریا سٹیشن پر ملک معظم اور ڈیوک آف کناٹ نے آپ کا استقبال۔ اور جلوس بکنگھم پیلیس کو روانہ ہوا۔ آج شام کو شاہ ایران کو ملک معظم دعوت دینگے ؛

مسئلہ فیوم

(لنڈن - ۲۹ - اکتوبر) سینور نٹی وزیر اعظم اٹلی کی اس تجویز کو امریکہ نے منظور نہیں کیا کہ فیوم کو لیگ اقوام کے زیر نگرانی ایک آزاد علاقہ بنا دیا جائے اور ضلع ولوس اٹلی کے حوالہ کر دیا جائے۔ تاہم ابھی تک امید ہے کہ اس معاملہ کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئیگا۔ سینور نٹی نے گورنمنٹ امریکہ سے مزید زبردست اپیل کی ہے برٹش اور فرنچ گورنمنٹ معاملہ کو سلجھانے کی کوشش کر رہی ہیں۔ جو پھر نازک ہو جاتا ہے ؛

بلجیم میں جرمنی کے جرائم

(برسلز - ۲۸ - اکتوبر) گورنمنٹ نے ۱۱۵۰ جرمن سولین اور سپاہیوں کے نام پرسکوارسال کئے ہیں۔ جن پر بلجیم کے حملہ اور تصرف کے دوران میں جرائم کے ارتکاب کرنے کا الزام لگایا گیا ہے ؛

امریکہ اور عہد نامہ صلح

(واشنگٹن - ۲۸ - اکتوبر) سنیٹ میں سینیٹر جانسن نے جو عہد نامے میں ترمیم پیش کی تھی کہ لیگ اقوام کی کونسل میں امریکہ کے بھی برطانیہ جتنے ووٹ تسلیم کئے جائیں وہ مسترد ہو گئی ہے۔ اس کے حق میں ۳۸ رائیں تھیں اور برخلاف ۴۰ ؛

آبنائے کی سُرنگ

(لنڈن - ۲۹ - اکتوبر) ایک جلسہ میں آبنائے انگلستان کی سُرنگ پر بحث کرتے ہوئے سر آرتھر فیل نے پیشگوئی کی کہ پندرہ برس کے اندر اندر وہ وقت آجائیگا۔ جبکہ جیرنگ کراس سے بغداد اکسپرس روزانہ روانہ ہوا کرے گی۔ نوجوان فوجی آدمیوں نے اس سُرنگ کی سکیم کی تائید کی ؛

آئرلینڈ کی حالت

(لنڈن - ۳۱ - اکتوبر) گورنمنٹ نے آئرش حالت کے متعلق جو بیان شائع کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۱۶ء سے اب تک ۴۴ اخبار بند کئے گئے ہیں۔ ان میں ۸ اس لئے دوبارہ جاری نہیں ہوئے کہ انہوں نے ضمانت دینے سے انکار کیا۔ اور ۳ اخبار والوں نے دوبارہ اشاعت کے لئے درخواست نہیں کی۔ گذشتہ ۱۲ ماہ میں ۱۷ پبلک جلسے ممنوع کئے گئے۔ سین فینون نے کئی سپاہی اور پولیس افسروں کو مار ڈالا ہے۔ اور اس وقت آئرلینڈ کی یہ حالت ہے کہ شاید سول ... عدالتوں کی جگہ فوجی عدالتیں قائم کی جائیں ؛

اسکندریہ میں بلوہ

(لنڈن - ۳۰ - اکتوبر) مسٹر سیسل ہارمسورتھ نے ایک تحریری سوال کے جواب میں بیان کیا کہ ۲۵ اکتوبر کو اسکندریہ میں دوبارہ بلوے ہو گئے تھے جنکے انسداد کے لئے فوج کو گولیاں چلانی پڑیں جس سے ۴ بلوائی ہلاک اور ۱۴ مجروح ہوئے اس دیسی علاقہ میں فوجی دستہ تعینات کیا گیا ؛

انڈین ایجوکیشنل سروس کی تنخواہ

سر ہنری کریک کے سوال کے جواب میں مسٹر مانٹیگو نے پارلیمنٹ میں بیان کیا کہ سررشتہ تعلیم ہند کے ملازمان کی تنخواہ کے متعلق گورنمنٹ ہند کی ہمہ گیر تجاویز پر میں غور کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ اسکی ..

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)